مطبوعات

الفرقان بین اولیاء الرحمن و اولیاء الشیطان تالیف علامہ ابن تیمیہ۔ ترجمہ مولوی غلام ربانی صاحب ضخامت تقریباً پونے تین سو صفحات۔ قیمت عہ۔ محمد شریف عبد الغنی صاحبان تاجران کتب کشمیری بازار لاہور۔

علامہ ابن تیمیہ نے اس کتاب میں خدا کے سچے اولیاء اور دنیا کے جھوٹے پیروں میں امتیاز کی علامات بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کی ہیں۔ انہوں نے آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ سے استدلال کرکے ثابت کیا ہے کہ صراط مستقیم اس راستہ کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے جس کی طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی ہے۔ ولایت اور تقرب الٰہی کے حصول کا ذریعہ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ عقیدہ وہی ہو جو قرآن نے بتایا ہے۔ اور طریقہ وہی ہو جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا ہے۔ اس تعلیم اور اس سنت کے خلاف نہ کسی کا الہام قابل اعتبار ہے، نہ کسی کا قول و عمل۔ اگر کوئی شخص آگ پر چلتا اور ہوا پر اڑتا ہے مگر اس کا عقیدہ قرآن کے خلاف اور اس کا طریقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ سے مختلف ہے تو سمجھ لو کہ وہ ہرگز اللہ کا ولی نہیں۔ حق کا معیار ہر حال میں کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ہے۔ دوسرے اشخاص خواہ وہ کتنے ہی بڑے اور نامور کیوں نہ ہوں، خطا سے معصوم نہیں ہیں۔ ان کا اتباع مسلمانوں کے لیے واجب نہیں کیا گیا ہے۔ وہ جو کچھ کریں اور جو کچھ کہیں اس کو کتاب و سنت کے معیار پر جانچ کر دیکھنا چاہیے۔ جو شخص محض ان کی شخصیت اور ان کے کمالات سے مرعوب ہو کر ان کا اتباع کرے گا وہ اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال دیگا۔

دوران تقریر میں علامہ نے بہت سے ضمنی مسائل پر بھی بحث کی ہے جو صدیوں سے امت میں بنائے نزاع ہیں مثلاً توسّل، شفاعت، سماع، وحدت الوجود، مشیت و رضا اور طریقت و شریعت وغیرہ۔ ان مسائل میں علامہ کا مسلک معلوم و مشہور ہے اور حضرات اہل تصوف اس پر ان سے سخت ناراض ہیں، حتیٰ کہ بعض لوگوں نے ان کو کافر تک ٹھیرایا ہے لیکن ابن تیمیہ کی اس خصوصیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ وہ ہمیشہ قرآن کے محکمات اور احادیث کے صحاح سے استدلال کرتا ہے، اور اپنے استدلال میں تاویلات سے کام نہیں لیتا بلکہ نصوص کے صاف اور کھلے ہوئے معنی لیتا ہے۔ نیز یہ بات بھی اس کی کتابوں کے مطالعہ سے ظاہر ہوتی ہے کہ وہ صوفیہ کا دشمن نہیں ہے۔ حضرات فضیل بن عیاض، ابراہیم بن ادہم، معروف کرخی، جنید بن محمد بغدادی، سہل بن عبداللہ تستری، ابو سلیمان دارانی اور شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہم سے اس کو عقیدت ہے اور جگہ جگہ ان بزرگوں کے اقوال سے استناد کرتا ہے۔ البتہ وہ ان لوگوں کا سخت مخالف ہے جنہوں نے تصوف کی بنیاد قرآن و حدیث کے بجائے اشراقی فلسفہ پر رکھی ہے، طریقت کے راستہ کو علانیہ شریعت کے راستہ سے الگ قرار دیا ہے، روحانی ارتقاء کے لیے اتباع سنت کے خلاف طریقے نکالے ہیں، رضا اور مشیت کو خلط ملط کرکے اباحت و استلذاذ نفس کے راستے کھولے ہیں، اور معرفت اس کا نام رکھا ہے کہ خالق و مخلوق کو ایک ٹھیرا کر طاعت و معصیت کا امتیاز ہی اڑا دیا جائے۔ اس سلسلہ میں وہ جو کچھ کہتا ہے اس کو نہ اس بنا پر قبول کیجیے اور نہ رد کیجیے کہ وہ ابن تیمیہ کے اقوال ہیں، بلکہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے معیار پر جانچ کر دیکھیے۔ اگر حق ہے تو مانیے خواہ وہ کسی کے خلاف پڑے، اور اگر باطل ہے تو دیوار پر کھینچ ماریے۔

کتاب کا ترجمہ صاف اور رواں ہے، مگر نظر ثانی کا محتاج ہے۔ بعض مقامات پر مترجم نے اصل کتاب کی عبارتوں کا صحیح مفہوم نہیں سمجھا ہے۔ مثلاً ایک جگہ اصل عبارت یہ تھی فالعقل

عندھم جوھرٌ قائمٌ بنفسہٖ کالعاقل۔ مترجم نے اس کا ترجمہ یہ کیا "فلسفیوں کے نزدیک عقل ایک جوہر ہے جو بنفسہٖ قائم ہے مثلاً عاقل"۔ یہ ترجمہ صحیح نہیں، اور معنی بھی غلط ہے۔ صحیح مفہوم یہ ہے کہ فلاسفہ کے نزدیک جس طرح عاقل ایک جوہر قائم بنفسہٖ ہے اسی طرح عقل بھی بجائے خود ایک مستقل بالذات جوہر ہے۔

صفحہ ۱۱۱ پر یہ فقرہ نظر آیا: "یہ لوگ .... اتحاد کے لفظ سے اس لیے گریزاں ہیں کہ وہ دو چیزوں سے مستلزم ہے جن میں سے ایک دوسرے سے متحد ہوگئی ہو۔ حالانکہ ان کے نزدیک وجود صرف ایک کا ہے"۔ اصل عبارت نکال کر دیکھی گئی تو وہ یہ تھی لانہ یقتضی شیئین اتحد احدھما بالاخر و عندھم الوجود واحد۔ یعنی اتحاد کا مقتضی یہ ہے کہ دو چیزیں الگ الگ ہوں پھر وہ ایک دوسرے کے ساتھ متحد ہو جائیں مگر یہ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ وجود ایک ہی ہے اس لیے وہ اتحاد کا لفظ استعمال کرنے سے گریز کرتے ہیں۔

صفحہ ۱۱۳ پر یہ عبارت بے معنی نظر آئی: "میں اس پروردگار کا منکر ہوں جو کہ نافرمانی کرے"۔ اصل عربی فقرہ نکالا گیا تو یہ تھا: انا کافر برب یُعصیٰ یعنی میں ایسے خدا کو نہیں مانتا جس کی نافرمانی کی جا سکتی ہو۔ مترجم نے یُعصیٰ کو یَعصِی پڑھا اور ترجمہ غلط کر دیا، حالانکہ عبارت کے سیاق و سباق کو دیکھنے سے خود معلوم ہو جاتا ہے کہ یہاں یَعصِی کہنے کا کوئی موقع نہیں۔

کتابت کی غلطیاں بھی بکثرت پائی جاتی ہیں۔ ناشرین کو اگر اس کتاب کی دوسری اشاعت کا موقع ملے تو ان غلطیوں کی اصلاح کر دینی چاہیے۔ (ا-م)۔

زیارۃ القبور تالیف علامہ ابن تیمیہ۔ مترجم کا نام نہیں دیا گیا۔ ضخامت۔ صفحات قیمت ۔ ملنے کا پتہ محمد شریف عبدالغنی تاجر کتب۔ کشمیری بازار۔ لاہور۔

یہ رسالہ زیارت قبور اور اس سے تعلق رکھنے والے مسائل پر ہے۔ مصنف نے سب سے پہلے آیات قرآنی سے تعلیم توحید کا اصل مقصود واضح کیا ہے یعنی عبادت اور استعانت کو اللہ کے لیے خالص کر دینا، اسی کو نافع وضار اور مجیب الدعوات سمجھنا، اور تمام توجہات کو اسی ایک مرکز پر جمع کر دینا۔ پھر وہ شرک کی توضیح کرتا ہے۔ شرک محض شرک فی الذات ہی نہیں ہے، بلکہ عبادت، اور دعا اور استعانت میں غیر کو شریک کرنا بھی شرک ہے اور سب سے زیادہ جن راستوں میں انسان کے قدم ٹھوکر کھاتے ہیں وہ یہی راستے ہیں۔ مشرکین بھی یہ نہیں کہتے کہ "اللہ" جس ذات کا نام ہے وہ ایک نہیں ہے۔ وہ بھی یہ نہیں کہتے کہ اصل خالق یا رازق یا نفع اور نقصان پہنچانے والا اس کے سوا کوئی اور ہے۔ عموماً شرک کی جس صورت میں لوگ مبتلا ہوتے ہیں وہ یہ ہے کہ خدا کے کاموں میں غیر کو دوسروں کو کسی نہ کسی حیثیت سے دخیل سمجھا جاتا ہے، اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ خدا کے ہاں تقرب، یا دعاؤں کی مقبولیت، یا جلب منفعت و دفع مضرت کے لیے اُن کو خوش کرنا اور ان کو سفارشی بنانا ضروری ہے۔ اگر ان کا ذریعہ اختیار نہ کیا گیا تو خدا اپنے بندوں کی طرف التفات نہ فرمائے گا۔ یہی چیز بنائے فساد ہے، کیونکہ اس سے بندوں کی توجہ خدا سے ہٹ کر مخلوقات کی طرف لگ جاتی ہے، عبد و معبود میں وہ تعلق قائم نہیں ہوتا جو دراصل ہونا چاہیے، بندگی اور توکل اور رضا جوئی اور دعا و عبادت میں جو مرکزیت پیدا کرنا تعلیم توحید کا مقصد اصلی ہے وہ اس سے باطل ہو جاتی ہے۔

ان اصول کو ثابت کر دینے کے بعد مصنف ان مقاصد سے بحث کرتا ہے جن کے لیے قبروں کی زیارت کی جاتی ہے۔ اگر اہل قبور سے براہ راست طلب حاجت کی جائے تو یہ شرک صریح ہے۔ اگر زائر اُن کو مقرب بارگاہ سمجھ کر انھیں شفیع قرار دیتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ ان کی سفارش کے بغیر خدا اس کی بات نہ سنے گا تو یہ ضلالت ہے، کیونکہ خدا کو سنانے کے لیے

کسی واسطہ کی ضرورت نہیں (فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ) اور خدا کی بارگاہ میں اس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش کی جرأت نہیں کر سکتا (مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ) اگر وہ ان سے یہ درخواست کرتا ہے کہ وہ اس کے لیے خدا سے دعا کریں، تو اہل قبور سے اس قسم کی درخواست مشروع نہیں ہے۔ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غرض سے زیارت قبور کی اجازت دی، نہ صحابہ اور تابعین اور ائمۂ اسلام نے کبھی ایسا کیا۔ اگر وہ ان کے عمل نیک اور ان کی سیرت صالحہ کا واسطہ دیکر خدا سے دعا کرتا ہے تو یہ ایسا عمل ہے جس کے جواز و عدم جواز میں ابن تیمیہ نے سکوت کیا ہے۔ اگرچہ صحابہ و تابعین و ائمہ سے یہ فعل بھی ثابت نہیں ہے، لیکن اس کو ناجائز اور ممنوع قرار دینے کے لیے بھی کوئی دلیل نہیں۔ رہی زیارت مشروعہ جس کی اجازت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ صاحب قبر پر سلام بھیجا جائے، دعائے رحمت کی جائے، اور خود اپنی موت کو یاد کیا جائے۔

اس سلسلہ میں مصنف نے ضمناً بہت سے مسائل پر بحث کی ہے۔ جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔

قوالی علامہ ابن تیمیہ کے رسالہ السماع والرقص کا ترجمہ از مولوی عبدالرزاق صاحب ملیح آبادی ضخامت ۷۲ صفحات قیمت ۶/ر۔ محمد شریف عبدالغنی تاجران کتب کشمیری بازار لاہور۔

مصنف علام نے اس رسالہ میں سماع کے مشہور مسئلہ پر بحث کی ہے جو مدتوں سے علماء اور صوفیہ کے درمیان مختلف فیہ ہے۔ وہ ان تمام احادیث پر کلام کرتا ہے جس سے جواز سماع پر استدلال کیا جاتا ہے، پھر تحلیل کر کے گانے کی ایک ایک قسم اور اس کے مقصود اور اس کے اثرات پر الگ الگ گفتگو کرتا ہے، اور دلائل شرعی سے ثابت کرتا ہے کہ ان میں سے کونسی قسم مباح ہے اور کون سی ممنوع۔ سب سے زیادہ پر لطف بات جو اس نے لکھی ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص درحقیقت قرب الٰہی اور پاکیزگی قلب اور طہارت نفس اور لطافت روح کے

سماع چاہتا ہے تو وہ قرآن سُنے، اس سے بہتر اور کونسی چیز ہے جو ان مقاصد کو پورا کرسکتی ہو۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ جو لوگ غیر اللہ کا کلام گویّوں کی زبان سے سن کر بے تاب ہو جاتے ہیں، دھاڑیں مار مار کر رو دیتے ہیں، شدت وجد میں کپڑے تک پھاڑ ڈالتے ہیں ان پر اللہ کا کلام سن کر کوئی اثر نہیں ہوتا، نہ آنکھ سے ایک آنسو نکلتا ہے، نہ گریبان کا ایک تار الگ ہوتا ہے، نہ دل میں کوئی ایسی تپش پیدا ہوتی ہے جو انھیں بے قرار کردے۔ حالانکہ یہ قرآن وہ چیز ہے کہ اگر پہاڑ کو بھی اس کے معنی کا ادراک بخش دیا جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی خشیت سے لرز اٹھے (م-ا)

الدر النضید فی اخلاص کلمۃ التوحید تالیف علامہ محمد بن علی الشوکانی - ترجمہ مولوی محمد علی صاحب ایم - اے کیمبلپوری - ضخامت ۸۰ صفحات قیمت ۲/ ار - محمد شریف عبدالغنی تاجران کتب کشمیری بازار - لاہور -

قاضی شوکانی نے اس رسالہ میں توسّل اور شفاعت اور استغاثہ اور زیارت قبور کے مسائل پر تفصیلی بحث کی ہے ان کا مسلک بھی قریب قریب وہی ہے جو علامہ ابن تیمیہ کا ہے۔ جگہ جگہ علامہ رشید رضا مرحوم اور فاضل مترجم نے حواشی کا اضافہ کیا ہے جن میں بعض مقامات پر بے جا تشدد سے کام لیا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ان مسائل میں مسلمان عموماً سخت غلطیوں کا ارتکاب کر رہے ہیں، لیکن جن امور کی حرمت یا کراہت کتاب و سنت سے ثابت نہیں ہے ان کی تاویلات سے حرمت یا کراہت کا حکم لگانا، اور پھر اس میں تشدد برتنا نہ صرف ناجائز ہے بلکہ موجب فتنہ بھی ہے، کیونکہ اس قسم کے تشدد سے دوسرے گروہ میں ضد پیدا ہوتی ہے، پھر وہ حق بات کو بھی نہیں مانتا۔ مثال کے طور پر قاضی شوکانی اہل فضل و علم سے توسّل کو جائز رکھتے ہیں۔ یہ ایک معقول بات ہے، کیونکہ اس کی حرمت یا کراہت پر کتاب و سنت میں کوئی دلیل نہیں۔ اسی لیے ابن تیمیہ نے بھی اس مسئلہ میں سکوت اختیار کیا ہے لیکن علامہ رشید رضا اور لائق مترجم نے

اس کو بھی ناجائز ٹھیرانے کی کوشش کی ہے اور دلیل میں جو بات پیش کی ہے وہ اس سے بھی زیادہ عجیب ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص کا عمل صالح اس کی اپنی اولاد کے سوا دوسروں کے لیے وسیلہ نہیں بن سکتا۔ اگر ایسا ہی ہے تو حضرت عمر نے حضرت عباس کو اپنی دعائے استسقاء میں کیوں وسیلہ بنایا، اور کیوں تمام صحابہ نے اس کو جائز رکھا؟ اس معاملہ میں زندہ اور مردہ کے درمیان فرق کرنے کے لیے بھی کوئی معقول وجہ موجود نہیں، کیونکہ جس ذات پاک کے پاس توسل کیا جا رہا ہے اُس کے پاس تو زندوں اور مردوں کے اعمال اور ان کی ارواح یکساں حاضر ہیں۔ یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ صحابہ نے کسی مردہ بزرگ سے توسّل نہیں کیا لہٰذا یہ فعل ناجائز ہے۔ اگر ایسا ہو تو ہر وہ فعل ناجائز قرار پائے گا جو زمانۂ رسالت یا عہد صحابہ میں نہیں ہوا، اور اس طرح مباحات کا دائرہ بہت ہی تنگ ہو جائے گا۔ جن امور کے متعلق نفیاً و اثباتاً کوئی حکم وارد نہیں ہوا ہے اور جن کا رواج عہد صحابہ میں بھی ثابت نہیں ہے ان کو زیادہ سے زیادہ امور مسکوت عنہا میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ مگر قطعیت کے ساتھ ان کے عدم جواز کا حکم نہیں لگایا جا سکتا، بلکہ اہل اصول میں سے جو لوگ اباحت کو اصل قرار دیتے ہیں وہ تو ایسے امور میں جواز کی طرف جائیں گے۔ آیت لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی الخ سے بھی استدلال درست نہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے معنی زیادہ صحیح سمجھتے تھے۔ آپ نے حج بدل کو جائز قرار دیا اور اس کی دلیل میں ارشاد فرمایا کہ اگر تیرے باپ پر قرض ہو اور تو اس کو ادا کر دے تو یہ تیرے باپ کے لیے نافع ہوگا۔ اسی طرح آپ نے متوفی کی طرف سے قربانی کرنے کو بھی جائز و نافع قرار دیا اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی کہ ایک قربانی آپ کی طرف سے کیا کریں۔ روزے کے متعلق بھی آپ کا ارشاد ہے کہ من مات وعلیہ صیام صام عنہ ولیہ (جو شخص مر جائے اور اس کے روزے چھوٹ گئے ہوں، اس کی طرف سے اس کا ولی روزے رکھے)

اگر آیت مذکورہ کا مفہوم یہی ہوتا کہ ایک شخص کا عمل صالح اس کی اپنی ذات کے سوا دوسروں کے لیے نافع نہیں ہو سکتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کے احکام ہرگز نہ دیتے۔ پس مردہ بزرگوں کے عمل صالح اور ان کی حرمت کو وسیلہ قرار دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا ایک ایسا فعل ہے جس کے ناجائز ہونے پر کتاب و سنت میں کوئی دلیل نہیں، اور جس چیز سے خدا و رسول نے منع نہ کیا ہو اس کو ممنوع قرار دینا گویا شریعت میں اضافہ کرنا ہے۔ یہ بھی بدعت کی ایک قسم ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد رکھنے کے قابل ہے کہ محرم الحلال کمستحل الحرام (حلال کو حرام قرار دینے والا ایسا ہی ہے جیسا حرام کو حلال قرار دینے والا)

اس طرح کے تشدد کی بعض اور مثالیں بھی اس کتاب میں نظر پڑیں۔ مگر ان سب کا ذکر اس مختصر تبصرے میں نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارا مقصد صرف اس امر پر تنبیہ کرنا ہے کہ استیصال بدعات کے جوش میں حد سے گذر جانا مناسب نہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ اس جوش میں آپ خود ایک جوابی بدعت کے مرتکب ہو جائیں۔ (ا۔م)

خزینۃ المیراث | تالیف مولوی فتح الدین صاحب خوشابی ضخامت ۴۸ صفحات قیمت ۸/ محمد شریف عبد الغنی صاحب تاجر کتب کشمیری بازار۔ لاہور۔

اس کتاب میں اسلامی قانون وراثت کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور قریب قریب تمام ممکن الوقوع صورتیں فرض کر کے تقسیم وراثت کے جزئیات درج کر دیے گیے ہیں۔ آخر میں مذہب شیعہ کے احکام وراثت اور ہندو دھرم شاستر کے قانون توریث کو بھی بطور ضمیمہ شامل کر دیا گیا ہے۔ افسوس یہ ہے کہ کاغذ اور کتابت دونوں بہت ناقص ہیں (ا۔م)

قادیانی مذہب | تالیف جناب مولوی محمد الیاس برنی صاحب ایم۔ اے ایل ایل بی۔ (ناظم دار الترجمہ جامعہ عثمانیہ) ضخامت ۹۶ صفحات قیمت ۸/ ۔ کمال احمد صاحب فاروقی بیت السلام۔ حیدر آباد دکن۔

اس کتاب کا ارتقاء حیرت انگیز ہے۔ پہلا ایڈیشن ۱۲۰ صفحات کا تھا۔ دوسرا ۲۴۰ صفحات کا ہوا۔ تیسرا ۸۰۰ صفحات تک پہنچ گیا۔ اور اب یہ چوتھا ایڈیشن ہے جس کو اگر الفیہ کہا جائے تو مناسب ہوگا۔ فاضل مؤلف نے اس کتاب کا مواد مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور ان کے خلفاء "صحابہ" (بلا تشبیہ) اور ائمۂ قادیانیت کی تقریباً ۱۰۰ کتابوں اور "صحیفوں" سے اخذ کیا ہے۔ ان میں کثرت ایسی کتابیں بھی ہیں جو قادیانی مذہب میں راسخ ہو جانے سے قبل کسی کو نہیں دکھائی جاتیں۔ مؤلف نے کافی جہاد کے بعد اس محفوظ ذخیرہ کا ایک معتد بہ حصہ نکلوایا ہے، اور اس سے عام پبلک کو استفادہ کا موقع دیا ہے۔ اس طرح یہ کتاب قادیانی مذہب کے متعلق معلومات کا بہترین مجموعہ بن گئی ہے، اور معلومات بھی ایسی ہیں جن کے مستند ہونے میں کسی شک وشبہہ کی گنجائش نہیں، کیونکہ اس میں مرزا صاحب اور ان کے اکابر تبعین کی عبارتیں لفظ بلفظ نقل کر دی گئی ہیں اور ان کے مآخذ کے پورے پورے حوالے دیے گئے ہیں۔ مؤلف کا حصہ اس کتاب میں اگر کچھ ہے تو وہ صرف اس کی سائنٹیفک ترتیب ہے۔ ایک تعلیم یافتہ اور معقول آدمی کسی مذہب اور اس کے بانی کے متعلق تحقیقی رائے قائم کرنے کے لیے جس قدر معلومات حاصل کرنا چاہے گا وہ قریب قریب سب یہاں موجود ہیں اور ایسی مرتب اور مفصل ہیں کہ ایک ایک پہلو اپنے اپنے مقام پر نمایاں ہوگیا ہے۔ مرزا صاحب کی سیرت، ان کے دعووں کا تدریجی ارتقاء، ان کی مذہبی تعلیمات، ان کے الہامات، انگریزی حکومت کے ساتھ ان کے سیاسی تعلقات، غیر قادیانی مسلمانوں اور اسلامی حکومتوں کے متعلق ان کا مسلک ان کے خلفاء اور اکابر "صحابہ" کی سیرتیں، ان کے متبعین کے مستقل فرقے اور ہر ایک کے عقائد و مسائل اس طرح واضح کر دیے گئے کہ شاید اب اس سے زیادہ توضیح ممکن نہیں۔ مؤلف نے کسی بحث و استدلال کی کوشش نہیں کی اور نہ اس کی ضرورت تھی۔ مرزا صاحب اپنے منہ سے آپ بول رہے ہیں۔ قادیانیت خود اپنا اظہار کر رہی ہے۔ اب یہ سب کچھ جان لینے کے بعد بھی اگر کسی شخص کا ضمیر ایسے مدعی نبوت کو نبی ماننے اور اس کے مذہب کو حق سمجھنے پر آمادہ ہو تو اس سے بحث بیکار ہے۔ وہ ایک ناقابل علاج مریض ہے جس کا مداوا نہیں کیا جا سکتا (ا-م)